REGD: No. L. 5254

304

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ
عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

یومیہ ربوہ

خطبہ نمبر ۱۴
۲۷ شعبان ۱۳۷۶ھ

فی پرچہ ۱؎

جلد ۴۶/۱۱ | ۳ امان ۱۳۳۶ھ ۳۰ مارچ ۱۹۵۷ء | نمبر ۷۷

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۹ مارچ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کل شام نخلہ (جابہ) سے بخیریت ربوہ واپس تشریف لے آئے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع منظہر ہے کہ:

طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ!

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں

خطبہ جمعہ

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ۔ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (النور)

تاریخ اسلامی کا ایک ایک واقعہ آیات مبینات سے ہے جو حقیقتِ حال کو کھول کر سامنے رکھ دیتا ہے

اگر انسان حقیقی مومن بن جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے ایمان کی تازگی کے سامان پیدا کرتا رہتا ہے

فرمودہ ۲۲ مارچ ۱۹۵۷ء بمقام ربوہ

(یہ خطبہ صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔ خاکسار محمد یعقوب مولوی فاضل انچارج شعبہ زود نویسی)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

لقد انزلنا آیات مبینات واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم (النور ع ۶)

یعنی ہم نے ایسی آیتیں اتاری ہیں جو

حقیقتِ حال

کو کھول کر رکھ دیتی ہیں۔ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر لیتے ہیں۔ وہ انہیں سیدھا راستہ دکھا دیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مذہب ایسی باتوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جو زیادہ تر غیب میں ہوتی ہیں۔ اس لئے وہی مذہب انسان کو فائدہ دے سکتا ہے اور وہی مذہب انسان کو ہدایت دے سکتا ہے۔ جس میں آیات بینات ہوں یعنی ایسے نشان ہوں۔ جو کہ غیب کو کھول کر رکھ دیں۔ اور چھپی ہوئی باتوں کو ظاہر کر دیں۔ اگر غیب غیب ہی رہے اور چھپی ہوئی بات ظاہر نہ ہو۔ تو پھر مذہب نے کیا فائدہ دیا؟ جہاں تک غیب کی باتوں کا سوال ہے۔ سارے لوگوں کے لئے وہ غیب ہی غیب ہے۔ مذہب ظاہر ہوتا یا نہ ہوتا وہ غیب ہی ہوتا۔ مثلاً

اللہ تعالیٰ کی ہستی

اور اس کی توحید غیب میں تھی۔ اگر مذہب نہ آتا۔ تب بھی اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی توحید غیب میں ہی رہتی۔ مذہب کا فائدہ تو تبھی ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کو غیب سے نکال کر ظاہر میں ہمارے سامنے رکھ دے۔ اگر وہ ایسا کر دے تب تو وہ مذہب ہے۔ لیکن اگر وہ ایسا نہ کرے۔ تو وہ ایک بے فائدہ چیز ہے۔ کہ جس کے آنے سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ اور جس کے نہ آنے سے ہم کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا تھا۔ دیکھیے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کو کس طرح پورا کیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سخت دشمنوں میں سے ایک ہندہ بھی تھی۔ وہ اتنی شدید دشمن تھی کہ

جنگ اُحد کے موقعہ پر

لوگوں کو شعر پڑھ پڑھ کر بھڑکاتی تھی۔ کہ جاؤ اور اسلامی لشکر پر حملہ کرو۔ اور جب ایک خطرناک موقعہ مسلمانوں کے لئے آیا۔ تو اس نے کہا جو آدمی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے۔ اور ان سے اسے عداوت تھی کلیجہ نکال کر میرے پاس لے آئے۔ اس طرح ان کے کان کاٹ کر لے آئے۔ تو میں اسے انعام دوں گی۔ لوگوں میں یہ غلط طور پر مشہور ہو گیا ہے۔ کہ اس نے کلیجہ چبایا تھا۔ کسی صحیح سند سے اس کا ثبوت معلوم نہیں ہوتا در حقیقت اس نے انعام مقرر کیا تھا۔ کہ جو شخص ان کا کلیجہ نکال کر لائے۔ اور کان کاٹ کر لائے تو میں اس کو انعام دوں گی گویا یہ ثبوت ہوگا اس بات کا کہ وہ واقعہ میں مارے گئے ہیں۔ جنگ کے بعد جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ بات معلوم ہوئی۔ کہ آپ کے چچا کی ایسی بے حرمتی کی گئی ہے تو طبعی طور پر آپ کے دل میں جوش آیا

ٹائم ٹیبل
طارق ٹرانسپورٹ کمپنی از ربوہ

سروس نمبر	۱	۲	۳	۴	۵
برائے لاہور	5-00 صبح	8-00 صبح	11-00 صبح	2-15 بعد دوپہر	3-45 شام
برائے سرگودھا	8-00 صبح	11-15 صبح	1-00 دوپہر	4-15 شام	5-80 شام

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

اور آپ نے فرمایا میں بھی ان لوگوں کے ساتھ ایسا ہی کروں گا۔ جب انہوں نے ابتداء کر دی ہے اور

مسلمان شہدا

کے ساتھ اس قسم کا سلوک کیا ہے تو میں بھی ان کے ساتھ ایسا ہی سلوک کروں گا۔ تب اللہ تعالےٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی۔ اور اس میں بتایا گیا کہ تمہیں اس قسم کی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ اب دیکھو

اللہ تعالےٰ کا یہ ارشاد

کتنا حکمت والا تھا۔ ہندہ بے شک لڑائی کرنے والوں میں سے نہیں تھی۔ وہ پیچھے رہنے والی عورتوں میں سے تھی۔ جو مردوں کو لڑائی کے لئے اکساتی تھی۔ مگر اس کے ساتھ وہ لوگ بھی تھے۔ جو بعد میں اسلامی لڑائیوں میں مارے گئے۔ یا مارے جانے کے قریب پہونچے اگر ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جاتا جو ہندہ نے حضرت حمزہ رضی کی لاش کے ساتھ کیا تھا تو بعد میں جو نشانات ظاہر ہوئے وہ کیسے ظاہر ہوتے مثلاً انہی لوگوں میں ابوجہل کا بیٹا عکرمہ رضی بھی تھا۔ انہی لوگوں میں خالد بن ولید رضی بھی تھے۔ انہی لوگوں میں عمرو رضی بن عاص بھی تھے

فرض کرو

یہ سب لوگ مارے جاتے۔ اور ان کے ساتھ وہی سلوک ہوتا۔ جو ہندہ نے حضرت حمزہ رضی کی نعش کے ساتھ کیا تھا۔ تو بعد میں ان لوگوں نے جو قربانیاں کیں۔ اور ان کی وجہ سے جو عزت اسلام کو پہونچی وہ کیسے پہنچتی۔ اللہ تعالےٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بتا دیا تھا کہ آپ کو مستقبل کا علم نہیں۔ ہمیں مستقبل کا علم ہے۔ جن لوگوں پر آپ کو اس وقت غصہ آ رہا ہے۔ ان میں سے بعض مستقبل میں اسلام کے لئے بڑی بڑی قربانیاں کرنے والے ہوں گے۔ چنانچہ حضرت عکرمہ رضی کی مثال ہی لے لو۔ وہ ابوجہل کے بیٹے تھے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو رویا میں دکھایا گیا تھا کہ ایک فرشتہ انگوروں کا ایک خوشہ آپ کے پاس لایا ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ کہ یہ خوشہ کس کے لئے لائے ہو۔ تو اس نے جواب دیا میں یہ خوشہ ابوجہل کے لئے لایا ہوں۔ آپ گھبرا گئے اور اسی گھبراہٹ میں آپ کی آنکھ کھل گئی۔ آپ نے کہا خدا تعالےٰ کا رسول اور خدا تعالےٰ کا دشمن کیا

ایک ہی صف میں

کھڑے ہیں کہ اس کے لئے بھی جنت سے انگوروں کا خوشہ آ رہا ہے۔ اور اس کے لئے بھی جنت سے انگوروں کا خوشہ آ رہا ہے۔ جب بعد میں عکرمہ مسلمان ہوا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اب میری خواب کی تعبیر مجھ پر کھل گئی ہے۔ ابوجہل سے مراد اس کا بیٹا عکرمہ رضی تھا۔ جو اسلام لایا۔ پھر عکرمہ رضی اپنے اسلام میں اتنا ترقی کر گیا۔ کہ جب بعد میں عیسائیوں سے جنگیں ہوئیں۔ تو ایک موقعہ پر بہت سے صحابہ رضی شہید ہو گئے۔ صحابہ نے خیال کیا کہ یکدم دشمن کے قلب لشکر پر حملہ کیا جائے تا کہ وہ آئندہ مسلمانوں پر حملہ کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ جو لوگ اس غرض کے لئے چنے گئے۔ ان میں عکرمہ رضی بھی تھے۔ آپ نے اس کام کے لئے اپنا نام پیش کیا۔ تاریخ میں آتا ہے کہ جس طرح عقاب چڑیا پر جھپٹا مارتا ہے۔ اسی طرح یہ لوگ دشمن پر حملہ کر کے

قلب لشکر

میں پہنچ گئے۔ لیکن دشمن کا لشکر تعداد میں بہت زیادہ تھا۔ اور یہ لوگ صرف ۶۰ تھے۔ دشمن کا لشکر دس ہزار کا تھا۔ اس لئے یہ لوگ قلب لشکر میں تو پہونچ گئے۔ اور جرنیل مرعوب ہو کر بھاگ گیا۔ لیکن چونکہ یہ لوگ دس ہزار تلواروں میں سے گزر رہے تھے۔ اس لئے زخمی ہو کر گر گئے۔ جب جنگ کے بعد مسلمان ان لوگوں کی خبر لینے کے لئے گئے۔ تو انہوں نے ان میں سے آٹھ دس زخمیوں کو میدان جنگ میں پڑے پایا۔ باقی شاید دشمن کے دھکیلنے کی وجہ سے اِدھر اُدھر ہو گئے تھے بہرحال مسلمانوں نے ان میں سے

آٹھ دس آدمی زخمی

ہونے کی صورت میں میدان جنگ میں پڑے دیکھے۔ ملک گرم تھا اور شاید وقت بھی گرمی کا تھا۔ اور پھر دس ہزار آدمیوں میں سے رستہ نکالنے اور تلواریں مارتے چلے جانے سے ان کے جسموں سے پسینہ بھی نکلا جس کی وجہ سے انہیں پیاس بڑی شدت سے لگی ہوئی تھی۔ زبانیں ان کی باہر نکلی ہوئی تھیں۔ اور وہ پانی کے لئے تڑپ رہے تھے

ایک مسلمان سپاہی

نے عکرمہ رضی کو پہچان لیا۔ اور پانی کی چھاگل لے کر ان کے پاس گیا۔ اور کہا آپ کو پیاس لگی ہوئی ہے پانی پی لیں۔ عکرمہ رضی نے اس کے ہاتھ سے چھاگل لے لی۔ اور اس سے پانی پینے لگے۔ لیکن دوسری طرف نگاہ ڈالی۔ تو دوسرے مسلمان بھی پیاس کی وجہ سے تڑپ رہے تھے۔ انہوں نے پانی کا کوئی قطرہ پئے بغیر چھاگل اس مسلمان سپاہی کو واپس کر دی اور کہا وہ دیکھو دوسرے مسلمان پیاس کی وجہ سے تڑپ رہے ہیں۔ ان لوگوں نے اسلام کے لئے مجھ سے زیادہ خدمت کی ہے۔ اور اس کے لئے قربانیاں کی ہیں۔ اس لئے وہ لوگ مجھ سے زیادہ مستحق ہیں۔ چنانچہ وہ مسلمان سپاہی دوسرے زخمی مسلمان کے پاس گیا اور اس سے پانی کے لئے کہا مگر اس نے بھی انکار کر دیا۔ اور کہا دوسرے زخمی مسلمان کو پانی پلاؤ۔ وہ مجھ سے زیادہ مستحق ہے۔ چنانچہ وہ اگلے مسلمان کے پاس گیا۔ لیکن اس نے بھی انکار کر دیا اور دوسرے مسلمان کو پانی پلانے کے لئے کہا۔ الغرض وہ مسلمان سپاہی چھاگل لے کر ان میں سے ہر ایک کے پاس گیا۔ لیکن ان میں سے ہر ایک نے پہلے دوسرے کو پانی پلانے کے لئے کہا جب وہ آخری مسلمان کے پاس پہونچا۔ تو وہ مر چکا تھا۔ پھر وہ عکرمہ رضی کی طرف واپس لوٹا تو ان کی جان بھی نکل چکی تھی تو دیکھو یہ کتنی بڑی قربانی تھی۔ جو عکرمہ رضی نے کی۔ یہ دیکھنے والوں کے لئے ایک نشان تھا۔ جب مسلمانوں نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منہ سے یہ سنا ہوگا۔ کہ میں نے رویا میں دیکھا کہ ایک فرشتہ

انگوروں کا ایک خوشہ

لایا ہے۔ اور میں نے دریافت کیا کہ یہ خوشہ کس کے لئے ہے۔ تو اس نے جواب دیا یہ ابوجہل کے لئے ہے۔ جس کی وجہ سے میں گھبرا گیا۔ اور اسی گھبراہٹ کی وجہ سے میری آنکھ کھل گئی۔ اور میں نے کہا کیا خدا تعالےٰ کا دشمن اور اسکا رسول برابر ہو سکتے ہیں۔ اور بعد میں انہوں نے یہ واقعہ دیکھا ہوگا کہ کس طرح عکرمہ رضی نے خطرناک حالات میں اپنی جان کی قربانی پیش کی۔ وہ پانی کے ایک قطرہ کے لئے تڑپتے ہوئے فوت ہو گئے۔ لیکن پانی کو اس لئے نہیں چھوا کہ جب تک میرے دوسرے مسلمان بھائی سیر نہ ہو جائیں۔ میں پانی نہیں پیوں گا تو ان کا ایمان کس طرح بڑھا ہوگا۔ اور انہوں نے کہا ہوگا کہ اول تو عکرمہ رضی کا اسلام لانا ہی ناممکن تھا۔ اور پھر اس کا اسلام لانے کے بعد اتنی بڑی قربانی کرنا ناممکن تھا۔ مگر خدا تعالےٰ نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جو رویا دکھایا تھا۔ اس نے وہ پورا کر کے دکھا دیا۔ اور یہ واقعہ

آیات بینات

میں سے تھا جسے دیکھ کر مسلمانوں کے ایمان خدا تعالےٰ پر اور اسلام کی سچائی پر اور زیادہ پختہ ہو گئے۔

چونکہ لوگ تاریخ کے واقعات نہیں پڑھتے اس لئے انہیں معلوم نہیں ہوتا۔ کہ ان میں سے بعض واقعات کو کیا اہمیت حاصل ہے۔ یہ تو بہتوں کو پتہ ہے کہ کس طرح عکرمہ رضی نے پیاس کی وجہ سے تڑپتے ہوئے جان دے دی۔ اور کہا کہ جب تک اس کے ساتھی سیر نہ ہو لیں وہ پانی نہیں پی سکتے۔ پھر ابوجہل کے واقعات کا بھی ان کو علم ہے۔ مگر اس بات کا بہت کم لوگوں کو علم ہے۔ کہ خود عکرمہ رضی کے دل میں ایمان لانے سے پہلے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق کتنا بغض تھا۔ اور ایمان لانے کے بعد وہ آپ کی محبت میں اس طرح بڑھے کہ آپ کی ذات تو الگ رہی۔ وہ آپ کے صحابہ رضی کی خاطر قربانی کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ تاریخ میں آتا ہے کہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو آپ نے فرمایا مسلمانوں کے ان بڑے بڑے دشمنوں کو جو انہیں تکلیف دیتے تھے گرفتار کیا جائے۔ اور قتل کیا جائے انہی لوگوں میں عکرمہ بھی تھے۔

فتح مکہ کے بعد

عکرمہ جان بچانے کے لئے حبشہ کی طرف بھاگ گئے۔ ان کی بیوی دل سے مسلمان ہو چکی تھی وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ اور کہا یا رسول اللہ میرا خاوند عکرمہ جان کے خوف کے مارے اپنا ملک چھوڑ کر بھاگ گیا ہے۔ اور حبشہ کی طرف چلا گیا ہے یا رسول اللہ کیا یہ اچھا ہے کہ آپ

کے چچا کا بیٹا آپ کے ماتحت رہے۔ یا یہ اچھا ہے۔ کہ وہ غیروں کی حکومت میں رہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ وہ بھاگا کیوں ہے۔ ہم نے تو اسے ملک سے باہر نہیں نکالا۔ عکرمہ کی بیوی نے کہا۔ یا رسول اللہ وہ جانتا تھا۔ کہ آپ نے چند ایسے لوگوں کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔ جو مسلمانوں کو دکھ دیا کرتے تھے۔ اور چونکہ وہ بھی مسلمانوں کو دکھ دیا کرتا تھا۔ اس لئے وہ جانتا تھا۔ کہ اگر وہ یہاں رہا۔ تو مارا جائیگا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ ہمارا تو کوئی ارادہ نہیں تھا۔ کہ اسے قتل کیا جائے۔ اس نے مکہ سے بھاگ کر چلے جانے کی غلطی کی ہے۔ عکرمہ کی بیوی نے کہا۔

یا رسول اللہؐ

اب اس کے واپس آنے کی اور تو کوئی صورت نہیں۔ یہی ہو سکتا ہے۔ کہ میں بندرگاہ پر خود جاؤں۔ اور اس کو سمجھا کر واپس لاؤں۔ کیا آپ مجھے ایسا کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں میری طرف سے ایسا کرنے کی اجازت ہے۔ عکرمہؓ کی بیوی نے کہا۔ یا رسول اللہ آپ جانتے ہیں۔ کہ وہ ابوجہل کا بیٹا ہے۔ اور ابوجہل اپنی قوم کا سردار تھا۔ ابھی اسلام کی سچائی کا اسے علم نہیں۔ اس نے صرف یہی نشان دیکھا ہے۔ کہ آپ فاتح ہو گئے ہیں۔ اور مکہ والوں پر غالب آگئے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ جان کے خوف کے مارے مکہ سے بھاگ گیا ہے۔ یا رسول اللہ میں بندرگاہ پر جا کر اس کو واپس آنے کے لئے کہوں گی۔ لیکن اگر اس نے یہ کہا۔ کہ میں نے اسلام کو کبھی بھی قبول نہیں کرنا۔ ہاں اگر اس کی حقانیت میرے دل پر ظاہر ہو گئی۔ تو میں اسے قبول کر لوں گا۔ اس سے پہلے میں قبول نہیں کروں گا۔ تو یا رسول اللہ پھر کیا بنے گا۔ آپؐ نے فرمایا۔ اسے کہہ دینا کہ اگر وہ اسلام قبول نہ بھی کرے۔ پھر بھی ہم اسے کچھ نہیں کہیں گے۔ وہ اپنی مرضی سے اسلام کو قبول کرے تو کرے۔ ہم اس پر کوئی جبر نہیں کریں گے۔ چنانچہ وہ بندرگاہ پر گئی۔

جہاز چلنے ہی والا تھا

اور اسی طرح عکرمہؓ عرب کو ہمیشہ کے لئے چھوڑنے کے لئے تیار تھے۔ کہ پراگندہ سر اور پریشان بیوی ان کے پاس پہنچی۔ اور کہا۔ اے میرے چچا کے بیٹے۔ (عرب عورتیں اپنے خاوندوں کو چچا کا بیٹا کہا کرتی تھیں) تو مجھے یہ بتا۔ کہ اپنی قوم کے آدمی کی غلامی میں رہنا اچھا ہوتا ہے۔ یا کسی غیر کی غلامی میں۔ عکرمہؓ نے کہا۔ اپنی قوم کے کسی شخص کی غلامی میں رہنا بہرحال بہتر ہے۔ اس پر ان کی بیوی نے کہا۔ پھر تو حبشہ کو چلا ہے۔ حبشہ والے تو غیر ہیں۔ اور محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تمہارے قریبی رشتہ دار ہیں۔ اور ہم قوم ہیں۔ پھر اگر محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تمہارے ہم مذہب نہیں۔ تو

حبشہ والوں کا مذہب

بھی تو اور ہے۔ تو کیوں اپنے ملک میں واپس نہیں چلا جاتا۔ عکرمہؓ نے کہا۔ بیوی میں تو اس لئے بھاگا ہوں۔ کہ محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے مجھے مار ڈالنا تھا۔ بیوی نے کہا۔ یہ بات غلط ہے۔ اور تمہاری بدظنی ہے۔ میں خود محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مل کر آئی ہوں۔ اور آپ نے کہا ہے۔ کہ میرا عکرمہؓ کو مارنے کا کوئی ارادہ نہیں۔ وہ بے شک اپنے ملک میں واپس آ جائے۔ پھر اسے جو شبہ تھا۔ وہی ہوا۔ عکرمہؓ نے کہا۔ بیوی میں واپس تو چلا جاؤں۔ لیکن وہ مجھے مسلمان ہونے پر مجبور کریں گے۔ اور میں نے اسلام قبول نہیں کرنا۔ ہاں اسلام کی صداقت میرے دل پر واضح ہو گئی۔ تو مجھے اس کے قبول کرنے میں کوئی عذر نہیں ہو گا۔ لیکن اس وقت تک کہ اسلام کی صداقت مجھ پر واضح ہو جائے۔ میں اپنے باپ دادا کے مذہب پر قائم رہوں گا۔ اگر وہ مجھے اس بات کی اجازت دے دیں۔ تو میں واپس آ جاؤں گا۔ ورنہ نہیں۔ بیوی نے کہا۔ میں یہ بات بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کر آئی ہوں۔ انہوں نے کہا تھا۔ کہ ہم اس پر کوئی جبر نہیں کریں گے۔ وہ جس مذہب پر چاہے قائم رہے۔ ہم اسے ہرگز اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کریں گے۔ اور یہ نہیں کہیں گے کہ وہ اپنا مذہب ترک کر دے۔ اور اس کے ساتھ

محبت کا سلوک

کریں گے۔ عکرمہ کو اپنی بیوی کی باتوں کی وجہ سے اطمینان ہو گیا۔ اور وہ مکہ واپس آ گیا۔ مکہ واپس آ کر عکرمہ نے اپنی بیوی سے کہا۔ مجھے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس لے چل۔ چنانچہ وہ انہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس لے گئی۔ جب وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ تو عرض کیا اے محمدؐ (ابھی رسول اللہ کہنے کی انہیں توفیق نہیں ملی تھی) میری بیوی میرے پاس گئی تھی۔ اور کہتی تھی۔ کہ آپ نے کہا ہے۔ عکرمہ بے شک واپس آ جائے۔ ہم اسے قتل نہیں کریں گے۔ اور نہ اس کے کسی قصور پر گرفت کریں گے۔ کیا یہ سچ ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں تمہاری بیوی سچ کہتی ہے۔ عکرمہ نے پھر کہا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں نے اسے کہا تھا۔ کہ میں واپس تو چلا جاؤں۔ مگر وہ مجھے مسلمان ہونے کے لئے مجبور کریں گے۔ اور میں ابھی

اسلام کی صداقت

کا قائل نہیں۔ اس لئے میں اسلام کے قبول کر لینے کے لئے تیار نہیں۔ اگر انہوں نے ایسا کیا۔ اور میں نے اسلام قبول نہ کیا۔ تو پھر مجھے دوبارہ بھاگنا پڑے گا۔ تو میری بیوی نے کہا تھا۔ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بات کر آئی ہوں۔ انہوں نے کہا ہے۔ کہ وہ بے شک جس مذہب پر چاہے رہے۔ ہم اسے کچھ نہیں کہیں گے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ تمہاری بیوی ٹھیک کہتی ہے۔ میں نے یہی کہا تھا۔ عکرمہؓ نے کہا۔ پھر میں بے شک مشرک رہوں۔ اور اپنے باپ دادا کے مذہب پر قائم رہوں۔ آپ مجھے کچھ نہیں کہیں گے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ ہرگز نہیں۔ تم بے شک اپنے باپ دادا کے مذہب پر قائم رہو۔ ہم تمہیں مسلمان ہونے کے لئے مجبور نہیں کریں گے تمہیں پوری آزادی دیں گے۔ اور تمہارے ساتھ حسن سلوک کریں گے۔ یہ پہلا موقع تھا۔ کہ عکرمہؓ کے دل میں اسلام کی صداقت آئی۔ جب اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ حوصلہ دیکھا۔ تو اس نے سمجھ لیا۔ کہ خدا تعالےٰ کے رسول کے سوا ایسی بات کوئی نہیں کہہ سکتا۔ اور بے اختیار ہو کر کہنے لگا۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ

اللہ ایک ہے

اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اور پھر شرم سے اپنا سر جھکا لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی حیا کی حالت کو دیکھ کر ان کے دل کی تسلی کے لئے فرمایا۔ عکرمہؓ ہم نے تمہیں صرف معاف ہی نہیں کیا۔ بلکہ اس سے زائد یہ بات بھی ہے۔ کہ ہم تمہیں بڑے بڑے انعامات دیں گے۔ عکرمہؓ نے کہا۔ یا رسول اللہؐ مجھے انعاموں کی ضرورت نہیں۔ مجھے صرف اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ میرے گناہ بخش دے۔ آپ خدا تعالےٰ سے یہ دعا کریں۔ کہ میں نے جو آپؐ کی دشمنیاں کی ہیں۔ وہ مجھے معاف کر دے۔ اس پر آپؐ نے اس کے لئے دعا فرمائی۔

اب دیکھو عکرمہ اتنا سخت بغض دشمن اسلام تھا۔ لیکن اس کے باوجود وہ اسلام لایا۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات کے لئے نہیں۔ حضرت ابوبکرؓ کے لئے نہیں۔ حضرت عمرؓ کے لئے نہیں۔ بلکہ معمولی مسلمانوں کے لئے جنہوں نے عیسائیوں کے مقابلہ میں شہادت حاصل کی تھی۔ اس نے اتنی بڑی قربانی کی۔ کہ وہ پیاس کی وجہ سے تڑپتے ہوئے مر گیا۔ لیکن اس نے یہ برداشت نہ کیا۔ کہ اس کے منہ میں پانی کا قطرہ پڑ جائے۔ اور اس کے مسلمان بھائی پیاس کی وجہ سے تڑپتے رہیں۔ اب یہ کتنا بڑا نشان تھا ان لوگوں کے لئے جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے آپ کا رؤیا سنا تھا۔ کہ ابوجہل کے لئے جنت سے انگوروں کا ایک خوشہ آیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ میں اس وقت تو سخت گھبرا گیا۔ کہ

خدا تعالےٰ کا رسول

اور اس کا دشمن دونوں برابر کیسے ہو سکتے ہیں۔ لیکن جب عکرمہؓ مسلمان ہوا۔ تو اس رؤیا کی تعبیر سمجھ میں آ گئی۔ اور معلوم ہوا۔ کہ اس سے مراد عکرمہؓ تھا۔ درحقیقت عکرمہؓ اس زمانہ میں اپنے دلی بغض کے لحاظ سے ابوجہل کا مثیل تھا۔ اس لئے آپ نے جو یہ دیکھا کہ ابوجہل کے لئے جنت کے انگوروں کا خوشہ آیا ہے۔ تو یہ ٹھیک تھا۔ عکرمہؓ ابوجہل کا مثیل تھا۔ اس لئے رؤیا میں اسے ابوجہل ہی کہا گیا۔ پھر وہ اسلام لایا۔ اور اسلام کے لئے اس قدر قربانیاں کیں کہ انسان انہیں دیکھ کر حیرت میں پڑ جاتا ہے۔ اب جس شخص نے یہ نشان دیکھا۔ اس کے دل میں کتنی خوشی ہوئی ہو گی۔ انہی نشانات کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

لقد انزلنا اٰیٰت مبیّنات

ہم نے قرآن کریم کے ذریعہ ایسے نشانات نازل کر دیئے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کو ننگا کر کے انسان کے سامنے کھڑا کر دیتے ہیں۔ غیروں کے لئے تو خدا تعالیٰ ایک پوشیدہ چیز ہے۔ مگر مسلمانوں کے لئے وہ پوشیدہ چیز نہیں۔ کیونکہ وہ نشانات کے ذریعہ سے ان کے سامنے کھل کر آ جاتا ہے۔

دوسری مثال رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں حضرت عمرو بن عاصؓ کی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمروؓ ابتدائی صحابہؓ میں سے تھے۔ اور اپنے باپ سے بہت پہلے مسلمان ہو گئے تھے۔ آپ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ آپ مسجد میں بیٹھے رہتے تھے۔ تاکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گھر سے باہر نکلیں۔ اور کوئی بات کریں۔ تو اسے لکھ لیں۔

ان کو لکھنا آتا تھا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی احادیث لکھا کرتے تھے۔ مگر بعد میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں ایسا کرنے سے منع کر دیا۔ اور فرمایا۔ میں قرآن کریم لکھواتا ہوں۔ اس لئے ایسا نہ ہو۔ کہ کوئی لکھی ہوئی چیز دیکھ کر لوگوں کو یہ شبہ پیدا ہو۔ کہ وہ بھی قرآن کریم کا ہی حصہ ہے۔ جب ان کے والد عمروؓ بن عاص فوت ہونے لگے۔ تو یہ ان کی خبر لینے کے لئے گئے۔

موت کے وقت

ان کی حالت کرب اور گھبراہٹ کی تھی۔ کبھی آپ ادھر کروٹ بدلتے۔ اور کبھی ادھر کروٹ لیتے۔ اور کہتے یا اللہ مجھے معاف کر۔ مجھے معلوم نہیں۔ میں نے کیا کیا گناہ کئے ہیں۔ عبداللہؓ بن عمروؓ نے کہا۔ باپ آپ گھبراتے کیوں ہیں۔ آپ کا انجام تو اچھا ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لانے کی توفیق دی۔ اور اب تک اسلام پر قائم رکھا۔ پھر آپ کو فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت عمروؓ بن عاص کہنے لگے۔ میرے بیٹے تم ٹھیک کہتے ہو۔ خدا تعالیٰ نے فضل کیا۔ اور مجھے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لانے کی توفیق دی۔ لیکن کاش میں اسی وقت مارا جاتا اور مجھے شہادت نصیب ہو جاتی۔ میرے بیٹے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے بعد حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ میں لڑائیاں ہوئیں۔ اور میں ان میں حضرت معاویہؓ کی طرف سے حصہ لیتا رہا۔ مجھے پتہ نہیں۔ کہ ان لڑائیوں میں مجھ سے کیا کیا غلطیاں ہوئیں۔ اس خیال کے آنے پر مجھے گھبراہٹ ہوتی ہے۔ کہ معلوم نہیں خدا تعالیٰ مجھے معاف بھی کرے گا یا نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا میرے بیٹے جب میں اسلام کا دشمن تھا۔ تو میری

دشمنی کا یہ حال تھا

کہ اگر مجھے پتہ لگتا۔ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سامنے گلی میں آ رہے ہیں۔ تو میں اپنی آنکھیں بند کر لیتا۔ تا مجھے نعوذ باللہ آپ کی منحوس شکل نظر نہ آئے۔ اور اگر کوئی مجھ سے پوچھتا۔ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کے رشتہ دار ہیں۔ ان کا حلیہ کیا ہے۔ تو میں آپ کا حلیہ نہیں بتا سکتا تھا۔ کیونکہ جب ان کی شکل سامنے آتی تھی۔ میں آنکھیں بند کر لیتا تھا پھر جب میں ایمان لایا۔ تو خدا تعالیٰ نے مجھے ایسا ایمان بخشا۔ کہ آپ کی محبت اور رعب کی وجہ سے میں آپ کے چہرہ پر نظر نہیں ڈالتا تھا۔ بلکہ آپ کے سامنے میں ہمیشہ اپنی آنکھیں بند رکھتا۔ میں خیال کرتا تھا۔ کہ آپ اتنے معزز اور اتنے

اعلیٰ مقام

پر ہیں۔ کہ میرے جیسے ذلیل آدمی کو آپ کا چہرہ دیکھنے کا کوئی حق نہیں۔ اے میرے بیٹے کفر کی حالت میں بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے سامنے آئے۔ اور ایمان کی حالت میں بھی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے سامنے آئے۔ لیکن اگر اب بھی مجھ سے کوئی پوچھے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حلیہ کیا ہے۔ تو میں نہیں بتا سکتا۔ کیونکہ کفر میں بغض کی وجہ سے میں نے آپ کی شکل نہیں دیکھی۔ اور ایمان میں محبت اور رعب کی وجہ سے میں نے آپ کی شکل نہیں دیکھی۔ اب دیکھو۔ عاص جیسے شدید دشمنِ اسلام کا بیٹا جو ایمان لانے سے پہلے خود بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سخت بغض رکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی کو ایمان لانے کی سعادت بخشی۔ اور اسے ایسا مقام دیا۔ کہ اس نے اسلام کے لئے بڑی بڑی جنگیں لڑیں۔ اور مصر کو اسلام کے لئے فتح کیا۔ حضرت عمروؓ بن عاص ان لوگوں میں سے تھے۔ جنہوں نے حضرت خالدؓ بن ولید سے مل کر جنگ احد کے موقعہ پر مسلمانوں پر حملہ کیا تھا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم زخمی ہو کر دوسرے زخمیوں پر گر گئے تھے۔ اور مسلمانوں کو شبہ ہو گیا تھا۔ کہ آپ شہید ہو گئے ہیں۔ ایسے شدید دشمنِ اسلام کو خدا تعالیٰ نے ایمان نصیب کیا۔ تو یہ کتنی بڑی بات تھی۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ کیا تم دیکھتے نہیں۔ کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے سمیٹتے چلے آ رہے ہیں۔ یعنی ان بڑے بڑے کافروں کی اولادیں مسلمان ہو رہی ہیں۔ مسلمان جب پڑھتے ہوں گے۔ کہ اسلام کے شدید دشمنوں ولید اور عاص کی اولاد

اسلام کی گود میں

آگئی۔ اور ان کے بیٹوں نے اسلام لانے کے بعد بڑی بڑی قربانیاں کیں۔ تو ان کا ایمان کس قدر بڑھتا ہوگا۔

پھر میں نے ہندہ کا واقعہ سنایا تھا۔ اس کے بغض کی یہ کیفیت تھی۔ کہ اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چچا حضرت حمزہؓ کا کلیجہ نکلوایا۔ اور آپ کے کان کٹوائے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مکہ فتح کیا۔ تو آپ نے جن لوگوں کے گرفتار کرنے اور قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ ان میں ہندہ بھی شامل تھی۔ کیونکہ اس نے بھی کئی مسلمانوں کو قتل کروایا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ ہندہ بھی پکڑی جائے۔ اور قتل کی جائے۔ آپ نے سات آٹھ آدمی بتلائے تھے۔ کہ ان سب کو پکڑ لیا جائے۔ اور قتل کیا جائے۔ ان میں آپ نے ہندہ کا نام بھی لیا تھا۔ جب عورتوں کی

بیعت کا وقت

آیا۔ اور آپ نے بیعت لینی شروع کی۔ تو ہندہ بھی منہ چھپائے ان میں جا بیٹھی۔ اور بیعت میں شامل ہو گئی۔ جب قرآنی ہدایت کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ اقرار لیا۔ کہ ہم چوری نہیں کریں گی۔ زنا نہیں کریں گی۔ جھوٹ نہیں بولیں گی۔ شرک نہیں کریں گی۔ تو اس آخری فقرہ پر کہ ہم شرک نہیں کریں گی۔ ہندہ بول اٹھی۔ کہ یا رسول اللہؐ آپ کیا کہتے ہیں۔ کیا ہم اب بھی شرک کریں گی۔ ہم مکہ والے متحد ہو کر آپ کے مقابلہ پر آئے۔ سارا عرب ہمارے ساتھ تھا۔ اور آپ اکیلے تھے۔ ہم نے آپ کے ساتھ لڑائی کی۔ آپ نے کہا۔ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ اور وہ میری مدد کرے گا۔ اور ہم نے کہا۔ آپ کا خدا جھوٹا ہے۔ وہ آپ کی مدد نہیں کریگا ہمارے بت آپ کے خدا سے زیادہ طاقتور ہیں۔ وہ آپ کے خلاف ہماری مدد کریں گے۔ لیکن ہوا کیا۔ ہوا یہ کہ باوجود اس دعویٰ کے ہم ہار گئے۔ اور آپ جیتے۔ اگر ہمارے بتوں میں کوئی طاقت ہوتی۔ تو ہم جیت نہ جاتے۔ باوجود اس کے کہ انسانی طاقت ہمارے ساتھ تھی۔ قوم ہمارے ساتھ تھی۔ عرب کے تمام سردار ہمارے ساتھ تھے۔ تجربہ کار جرنیل ہمارے ساتھ تھے۔ اگر ہمارے بت کمزور بھی ہوتے۔ تب بھی ہمارے پاس اتنی طاقت تھی۔ کہ ہم آپ کو شکست دے دیتے۔ لیکن ہم ہار گئے۔ اس سے صرف یہی پتہ نہیں لگتا۔ کہ ہمارے بتوں میں کوئی طاقت نہیں تھی۔ بلکہ یہ بھی پتہ لگتا ہے۔ کہ آپ کے خدا میں طاقت تھی۔ اور اس نے ایک اکیلے اور کمزور آدمی کو ہمارے سروں پر لا کے بٹھا دیا۔ اب ہم شرک کیسے کر سکتے ہیں۔ اب تو یہ بات ہم پر واضح ہو گئی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لقد انزلنا آیات مبینات۔ ہم نے ایسے نشانات ظاہر کئے ہیں۔ کہ جو حقیقت حال کو کھول کر رکھ دیتے ہیں۔ اب دیکھو فتح مکہ ہندہ جیسی ظالم عورت کی آنکھیں کھولنے کا موجب ہو گئی۔ اور اس طرح اس کو نظر آگیا۔ کہ خدا تعالیٰ اور اسلام کی سچائی میں کوئی شبہ نہیں۔ جب ہندہ کی آواز رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سنی تو آخر یہ لوگ آپ کے رشتہ دار تھے۔ اور آپ ان کی آوازیں پہچانتے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ ہندہ۔ ہندہ دوپٹہ اوڑھے عورتوں میں چھپی ہوئی بیٹھی تھی۔ اور سمجھتی تھی۔ کہ مجھے کون دیکھتا ہے۔ جب آپ نے ہندہ کہا۔ تو اس نے سمجھا۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ میں نے تو تمہارے متعلق اعلان کیا تھا۔ کہ جہاں پکڑی جاؤ۔ قتل کی جاؤ۔ اب تو یہاں بیٹھی ہے۔ اس لئے اب تمہیں پکڑا جائے گا۔ وہ جھٹ بول پڑی۔ کہ یا رسول اللہؐ۔ میں اب آپ کی حکومت سے باہر نکل چکی ہوں۔ اب میں مسلمان ہو گئی ہوں۔ اور مسلمان پر نہ آپ کا قبضہ ہے۔ اور نہ کسی اور کا قبضہ ہے۔ بلکہ اس پر

خدا تعالیٰ کا قبضہ

ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اسلام لانے پر میرے سارے گناہ معاف کر دئیے ہیں۔ اب میں نے آپ کی بیعت کر لی ہے۔ اور مسلمان ہو گئی ہوں۔ اس لئے اب آپ مجھے کچھ نہیں کہہ سکتے۔ آپ نے فرمایا۔ ہندہ تو ٹھیک کہتی ہے۔ واقعہ میں اب میں تمہیں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ اسلام نے تمہارے سارے پچھلے گناہوں کو معاف کر دیا ہے۔ جیسے ہندہ کے لئے فتح مکہ آیات مبینات میں سے تھی۔ اسی طرح اس کی یہ گفتگو ہمارے لئے آیات مبینات میں سے ہے۔ کہ ایسی شدید دشمن اسلام عورت کو خدا تعالیٰ نے ہدایت دے دی۔ اور اس کا دل کھل گیا۔ اور پھر ایسا دل کھلا۔ کہ وہ بعد میں عیسائیوں کے مقابلہ میں لڑی جانے والی جنگوں میں شامل ہوئی۔ اس کا ایک لڑکا یزید جو حضرت معاویہؓ سے بڑا تھا۔ اور نہایت مخلص تھا۔ اور اس کا خاوند ابوسفیان جو اسلام لانے سے پہلے اسلام کا شدید دشمن تھا۔ دونوں عیسائیوں کے ساتھ لڑنے کے لئے ایک جنگ میں شامل ہوئے۔

عیسائیوں کا لشکر

بہت بڑا تھا۔ اور مسلمانوں کی تعداد اس کے مقابلہ میں بہت کم تھی۔ اس جنگ میں ایک موقعہ پر اسلامی لشکر پیچھے کو بھاگا۔ بھاگنے والوں میں ابوسفیان اور ان کے بیٹے یزید بھی تھے۔ پیچھے عورتیں کھڑی تھیں۔ اگر اس وقت مسلمانوں کے قدم نہ جمتے۔ تو مدینہ تک دشمن کے راستہ میں کوئی روک نہیں تھی۔ عیسائی لشکر آگے بڑھتا چلا آ رہا تھا۔ ہندہ نے مسلمان سپاہیوں کو بھاگتے ہوئے دیکھا۔ تو اس نے عورتوں کو جمع کیا۔ اور کہا۔ مردوں کے پاؤں اکھڑ گئے ہیں۔ آؤ اب ہم اسلام کے لئے لڑائی کریں۔ انہوں نے کہا۔ ہم کیا کر سکتی ہیں۔ ہمارے پاس کیا سامان ہے۔ ہندہ نے کہا۔ سامان تو نہیں ہے۔ لیکن ایک چیز ہے۔ خیموں کی چوبیں اتار لو۔

اور ہاتھ میں لے لو۔ مسلمان سپاہی جو دوڑتے ہوئے آ رہے ہیں۔ ان کے اونٹوں کو ان چھڑیوں سے مارو۔ اور کہو بے شرمو تم کافروں سے بھاگ رہے ہو۔ چنانچہ عورتوں نے چھڑیاں اتار لیں۔ ہندہ نے بھی ایک چوب اتار لی۔ اور سب عورتوں کو ساتھ لے کر بھاگتے ہوئے

اسلامی لشکر

کے آگے کھڑی ہو گئی۔ سب سے آگے اس اس کا خاوند ابو سفیان اور اس کا بیٹا یزید تھے۔ عورتوں نے ان کے اونٹوں کے مونہوں پر چھڑیاں ماریں۔ اور کہا بے شرمو تمہیں شرم نہیں آتی۔ تم کافروں کے مقابلہ میں شکست کھا کر پیچھے بھاگے چلے آ رہے ہو۔ اس موقعہ پر ہندہ نے ابو سفیان کو مخاطب کر کے کہا۔ جب تو کافر تھا۔ تو بہادری کے ساتھ اونٹ پر سوار ہو کر تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لشکر پر حملہ کرنے جایا کرتا تھا۔ اب تو مسلمان ہو گیا ہے۔ اور اسلام کی خاطر تمہیں جنگ لڑنی پڑی ہے تو تو عیسائیوں کو پیٹھ دکھا رہا ہے۔ اور بھاگ رہا ہے۔ تمہیں ایسا کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ اس کا ابو سفیان پر ایسا اثر ہوا کہ اس نے اپنے بیٹے کی طرف مڑ کر دیکھا۔ اور کہا بیٹا عورتوں کے سونٹے عیسائیوں کی تلواروں سے زیادہ خطرناک ہیں۔ چلو واپس لوٹو۔ اس کے نتیجہ میں چاہے ہم مر جائیں یا جئیں اس کی پرواہ نہیں۔ بہرحال ہمیں ان عورتوں کے سونٹے کھانا مناسب نہیں۔ ہم ان کے طعنے نہیں برداشت کر سکتے عیسائیوں کی تلواریں کھانا ان سے سہل امر ہے۔ چنانچہ وہ دونوں واپس لوٹے۔ اسی طرح اسلامی لشکر بھی واپس لوٹا۔ اور بعد میں مسلمانوں کو عیسائیوں کے مقابلہ میں فتح حاصل ہوئی۔ یہ تھی وہ ہندہ جو ایک وقت میں اسلام کی اتنی شدید دشمن تھی کہ وہ شعر پڑھ پڑھ کر کفار کو مسلمانوں سے جنگ کے لئے اکساتی تھی۔ فتح مکہ کے بعد اسکے

قتل کا فتوےٰ

جاری کیا گیا۔ لیکن قبل اس کے کہ اسے گرفتار کیا جاتا۔ وہ عورتوں میں چھپ کر بیعت میں شامل ہو گئی کیا اس کے متعلق اس وقت کوئی انسان یہ خیال کر سکتا تھا کہ کسی وقت یہ عورت اسلام کے لئے قربانی کرے گی لیکن وہی ہندہ جو اسلام کی شدید دشمن تھی۔ اسلام لانے کے بعد اسلامی فتوحات میں حصہ دار بن گئی۔ غرض تاریخ اسلامی کا ایک ایک واقعہ پڑھا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ لقد انزلنا آیات مبینٰت

کے مطابق ایک ایسا نشان ہے۔ جس نے حقیقت حال کو کھول کر سامنے رکھ دیا ہے اور بتایا ہے کہ اے مسلمانو۔ تم پر اسلام میں داخل ہونا کوئی رعب نہیں۔ کیونکہ دوسرے لوگوں کے لئے ان کے مذہب غیب ہیں۔ لیکن تمہارا مذہب وہ ہے۔ جو خدا تعالےٰ کی غیبی طاقتوں کو ظاہر کر دیتا ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں کوئی اور مذہب نہیں ٹھہر سکتا۔

پھر دیکھ لو۔ یہ نمونہ آج تک چلا آ رہا ہے۔ اسلام میں ہر زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوئے۔ جو لقد انزلنا آیات مبینٰت کے ذریعہ

اسلام کی روشنی

کو ثابت کرتے رہے۔ ابتدائی زمانہ میں حضرت جنید بغدادیؒ تھے۔ سید عبد القادر جیلانیؒ تھے۔ شبلیؒ تھے۔ اور ابراہیم ادھمؒ تھے۔ ابن تیمیہؒ تھے۔ ابن قیمؒ تھے۔ امام غزالیؒ تھے۔ اور ان کے علاوہ کئی اور بزرگ تھے۔ پھر آخری زمانہ میں حضرت شاہ ولی اللہؒ ہوئے۔ خواجہ باقی باللہؒ ہوئے۔ معین الدین چشتیؒ ہوئے۔ نظام الدین اولیاءؒ ہوئے۔ قطب الدین بختیار کاکیؒ ہوئے۔ فرید الدین شکر گنجؒ پاکپتن والے ہوئے۔ یہ سب لوگ خدا تعالےٰ کا قرب پا کر آیات بینات کا مقام حاصل کر گئے تھے۔ ان میں سے ہر شخص کو دیکھ کر لوگ اپنا ایمان تازہ کرتے تھے۔ جب ان کا نور دھندلا ہوا۔ تو خدا تعالےٰ نے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کو ہمارے اندر پیدا کیا اور ان کا وجود ہمارے لئے آیات بینات بن گیا۔ جو شخص بھی آپ کے پاس بیٹھا اس کو قرآن کریم اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی نظر آ گئی اور کوئی چیز اسکو اسلام سے ہٹانے والی نہ رہی ہمارے منشی اروڑے خاں صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک پرانے صحابی تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں کپورتھلہ آنے کے لئے لکھا۔ اور کہا۔ آپ ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ تو یہاں کے رہنے والے بھی آپ کی زیارت کریں اور آپ کی باتیں سنیں۔ منشی صاحب سنایا کرتے تھے کہ ایک دن میں ایک دکان پر بیٹھا ہوا تھا۔ کپورتھلہ میں ایک شخص تھا۔ جو کسی مجسٹریٹ کا کلرک تھا۔ اور احمدیت کا بڑا دشمن تھا۔ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یکہ پر سے اترتے ہوئے دیکھ لیا۔ تو بھاگتا ہوا میرے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ منشی صاحب آپ یہاں بیٹھے ہیں۔ اور آپ کا پیر اڈے پہ یکہ پر سے اتر رہا ہے۔ منشی صاحب سنایا کرتے تھے کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں

کپورتھلہ آنے کی درخواست

تو کی تھی اور آپ نے میری اس درخواست کو قبول فرما کر کپورتھلہ آنے کا وعدہ بھی کیا تھا۔ مگر میرا خیال تھا کہ آپ کو کپورتھلہ آنے کی فرصت ہی کہاں مل سکتی ہے۔ اسلئے جب اس کلرک نے مجھے آپ کی آمد کی اطلاع دی تو مجھے اس کی بات پر یقین نہ آیا۔ اور میں نے سمجھا کہ یہ مجھ سے مذاق کر رہا ہے چنانچہ مجھے اس پر سخت غصہ آیا۔ میں نے غصہ میں اپنی جوتیاں تو دکان پر چھوڑیں اور ننگے پاؤں اس شخص کے پیچھے بھاگا۔ اور اس کو مغلظ گالیاں دیتے ہوئے کہا۔ خبیث تو جھوٹ بولتا ہے۔ تو مخول کرتا ہے اور میرا دل دکھاتا ہے۔ وہ میرے آگے بھاگتا چلا جا رہا تھا۔ ایک جگہ اس نے ذرا ٹھہر کر مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ میں نے جو کچھ کہا ہے۔ سچ کہا ہے۔ تم مجھے گالیاں دیتے رہو گے۔ اور مرزا صاحب کسی اور گھر میں چلے جائیں گے۔ چنانچہ میں اڈے کی طرف گیا۔ تو آپ تشریف لا رہے تھے۔ انہی منشی صاحب کا یہ واقعہ ہے کہ

ایک دفعہ

مولوی ثناء اللہ صاحب کپورتھلہ گئے لوگ آپ کو ان کے پاس لے گئے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب تقریر کرنے لگے۔ تقریر میں انہوں نے بہت سی دلیلیں دیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نعوذ باللہ جھوٹے ہیں۔ منشی صاحب بہت کم تعلیم والے تھے۔ وہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔ مولوی صاحب ابھی تو شروع رات ہے۔ اگر آپ ساری رات بھی دلیلیں دیتے رہیں۔ تو ان کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہو گا۔ میں نے حضرت مرزا صاحب کو نہیں چھوڑنا۔ کیونکہ میں نے کتابیں پڑھ کر انہیں نہیں مانا۔ بلکہ انہیں دیکھ کر ان پر ایمان لایا ہوں آپ ساری رات کیا سارا سال بھی دلیلیں دیتے رہیں اور ساری دلیلیں دے لیں۔ میں نے ان کی شکل دیکھی ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ وہ مونہہ جو میں نے دیکھا ہے۔ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ میرے دل اور میری آنکھوں نے اس

مبارک شکل

کو دیکھ کر یقین کر لیا ہے کہ یہ شخص جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ جس شخص کی سچائی کو میرا دل مان چکا ہے۔ جس شخص کی سچائی کو میری آنکھیں مان چکی ہیں۔ آپ کی باتیں مجھے اس سے ہٹا نہیں سکتیں۔ آپ کہیں تو میں ساری رات یہاں بیٹھا رہوں۔ بلکہ سارا سال یہاں بیٹھا رہوں اگر آپ میرے ایمان کو ذرا سا بھی ڈگمگا دیں تو آپ سچے اور میں جھوٹا۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ آپ ایسا نہیں کر سکتے۔ کیونکہ میں نے ان کو دیکھ لیا ہے۔ میں نے آپ کی شکل دیکھ لی ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ وہ شخص جھوٹ نہیں بول سکتا۔

یہ تو منشی اروڑے خاں صاحب کی شہادت ہوئی

ابھی حال ہی میں

سر ڈگلس فوت ہوئے ہیں۔ جو جزائر انڈمان میں کمشنر تھے۔ اور ایک زمانہ میں ضلع گورداسپور کے ڈپٹی کمشنر تھے۔ انہوں نے ایک دفعہ کہا۔ کہ ایک شخص قادیان میں بیٹھا لکھتا ہے۔ کہ میں مسیح ہوں۔ اور اس طرح وہ ہمارے خدا کی ہتک کر رہا ہے۔ آج تک اس شخص کو کسی نے پکڑا کیوں نہیں۔ اتفاقاً ایک منافق احمدی نے ایک پادری سے کچھ پیسے لئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر الزام لگایا کہ آپ نے اسے ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کو قتل کرنے کے لئے بھیجا ہے ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک اور اس کے ساتھیوں نے ڈپٹی کمشنر ضلع امرتسر کے پاس نالش کر دی۔ اور انہوں نے آپ کے نام وارنٹ جاری کر دیا۔ لیکن اتفاقاً وہ وارنٹ کسی کاپی میں پڑا رہا۔ کچھ عرصہ کے بعد جب ان لوگوں نے ڈپٹی کمشنر کو توجہ دلائی۔ کہ اتنی دیر سے مقدمہ پیش ہے۔ آپ نے

ایکشن کیوں نہیں لیا

تو اس نے ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور کو لکھا کہ میں نے اتنا عرصہ ہوا۔ فلاں شخص کے نام وارنٹ جاری کیا تھا۔ لیکن مجھے اس کا جواب نہیں آیا۔ اس پر ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور (سر ڈگلس) نے جواب دیا کہ میرے پاس وارنٹ آیا ہی نہیں۔ دوسرے میں آپ کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ملزم مذکور کے نام

وارنٹ جاری کرنیکا اختیار

آپ کو حاصل نہیں۔ وہ میرے علاقہ میں رہتا ہے۔ اس لئے اگر اس کے نام وارنٹ جاری کر سکتا تھا۔ تو میں کر سکتا تھا۔ اس پر ڈپٹی کمشنر ضلع امرتسر نے ساری مثل ان کے پاس بھیج دی۔ یہ شخص جیسا کہ میں نے بتایا ہے اتنا متعصب تھا۔ کہ اس مقدمہ سے

چند دن پہلے اس نے کہا تھا کہ قادیان میں

ایک شخص نے مسیح کا دعوے

کیا ہے اور اس طرح وہ ہمارے خدا کی ہتک کر رہا ہے اس کو آج تک کسی نے پکڑا کیوں نہیں۔ جب مسل خوان نے کہا جناب والا یہ کیس وارنٹ کا نہیں بلکہ سمن کا کیس ہے اس لئے وارنٹ جاری نہیں کیا جا سکتا۔ سمن بھیجا جا سکتا ہے۔ ان دنوں جلال الدین ایک انسپکٹر پولیس تھے جو احمدی تو نہیں تھے لیکن بڑے ہمدرد انسان تھے انہوں نے بھی ڈپٹی کمشنر کو توجہ دلائی کہ بڑے ظلم کی بات ہے کہ وارنٹ جاری کیا جا رہا ہے یہ وارنٹ کا کیس نہیں سمن کا کیس ہے۔ لہٰذا وارنٹ کی بجائے سمن بھیجنا چاہئیے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام سمن جاری کیا گیا اور انہی جلال الدین صاحب کو اس کی تعمیل کرنے کے لئے قادیان بھیجا گیا۔ چنانچہ بعد میں مقررہ تاریخ پر آپ بٹالہ حاضر ہوئے۔ جہاں ڈپٹی کمشنر صاحب دورہ پر آئے ہوئے تھے۔

جب آپ عدالت میں پہنچے تو وہی ڈپٹی کمشنر جس نے چند دن پہلے کہا تھا کہ یہ شخص خداوند یسوع کی ہتک کر رہا ہے اس کو کوئی پکڑتا کیوں نہیں۔ اس نے آپ کا بہت اعزاز کیا اور عدالت میں کرسی پیش کی اور کہا آپ بیٹھے بیٹھے میری بات کا جواب دیں۔ اس مقدمہ میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی بطور گواہ مدعی کی طرف سے پیش ہوئے۔ عدالت کے باہر ایک بڑا ہجوم تھا اور لوگ بڑے شوق سے مقدمہ سننے کے لئے آئے ہوئے تھے جب مولوی محمد حسین صاحب عدالت میں پہنچے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کرسی پر بیٹھے دیکھا تو انہیں آگ لگ گئی۔ وہ سمجھتے تھے کہ میں جاؤں گا تو عدالت میں مرزا صاحب کو ہتھکڑی لگی ہوئی ہوگی اور بڑی ذلت کی حالت میں وہ پولیس کے قبضہ میں ہوں گے اب دیکھو یہ مقدمہ ایک

انگریز ڈپٹی کمشنر

کی عدالت میں پیش ہوا تھا اور مدعی بھی ایک انگریز پادری تھا (ڈاکٹر مارٹن کلارک کے متعلق مشہور تھا کہ وہ انگریز ہے لیکن درحقیقت وہ کسی پٹھان کی نسل میں سے تھا جس نے ایک انگریز سے شادی کی ہوئی تھی) اور مولوی محمد حسین صاحب جیسے مشہور عالم بطور گواہ پیش ہو رہے تھے۔ مگر پھر بھی دشمن ناکام

و نامراد رہا اور جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اعزاز کیا گیا وہاں آپ کے مخالفین کو ذلت و رسوائی کا منہ دیکھنا پڑا۔ مولوی محمد حسین صاحب نے جب دیکھا کہ آپ کو کرسی پیش کی گئی ہے تو انہوں نے کہا بڑی عجیب بات ہے کہ میں گواہ ہوں مگر مجھے کٹہرے میں کھڑا کیا گیا ہے اور مرزا صاحب ملزم ہیں مگر انہیں کرسی دی گئی ہے اور اس طرح ان کا اعزاز کیا گیا ہے۔ ڈپٹی کمشنر کو یہ بات بُری لگی۔ اس وقت انگریز مولویوں کو بہت ذلیل سمجھتے تھے۔ وہ کہنے لگا۔ ہماری مرضی ہے ہم جسے چاہیں کرسی پر بٹھائیں اور جسے چاہیں کرسی نہ دیں۔ ان کے متعلق میں نے دیکھا ہے کہ ان کا خاندان کرسی نشین ہے۔ اس لئے میں نے انہیں کرسی دی ہے۔ تمہاری حیثیت کیا ہے۔ مولوی محمد حسین صاحب کہنے لگے کہ میں

اہل حدیث کا ایڈووکیٹ

ہوں۔ اور میں گورنر کے پاس جاتا ہوں تو وہ بھی مجھے کرسی دیتے ہیں۔ ڈپٹی کمشنر کہنے لگا تو بڑا جاہل آدمی ہے۔ ملنے جانے اور گواہ کے طور پر عدالت میں پیش ہونے میں بہت فرق ہے۔ ملنے کو تو کوئی چوڑھا بھی آئے تو ہم اس کو کرسی دے دیتے ہیں اور تو تو اس وقت عدالت میں پیش ہے۔ اس پر بھی مولوی محمد حسین صاحب کو تسلی نہ ہوئی۔ وہ کچھ آگے بڑھے اور کہنے لگے نہیں نہیں مجھے کرسی دینی چاہئیے۔ ڈپٹی کمشنر کو غصہ آگیا اور اس نے کہا بک بک مت کر پیچھے ہٹ اور جوتیوں میں کھڑا ہو جا۔ چپڑاسی تو دیکھتے ہی ہیں کہ ڈپٹی کمشنر صاحب کی نظر کس طرف ہے۔ چپڑاسی نے جب ڈپٹی کمشنر صاحب کے الفاظ سنے تو اس نے مولوی محمد حسین صاحب کو بازو سے پکڑ کر جوتیوں میں لا کھڑا کیا جب مولوی صاحب نے دیکھا کہ میری ذلت ہوئی ہے باہر

ہزاروں آدمی

کھڑے ہیں اگر انہیں میری اس ذلت کا علم ہوا تو وہ کیا کہیں گے تو گو وہ عدالت سے باہر نکلے۔ برآمدہ میں ایک کرسی پڑی تھی۔ مولوی صاحب نے سمجھا کہ ذلت کو چھپانے کا بہترین موقع ہے جھٹ کرسی کھینچی اور اس پر بیٹھ گئے اور خیال کیا کہ لوگ کرسی پر بیٹھے دیکھیں گے تو خیال کریں گے کہ مجھے اندر بھی کرسی ملی تھی۔ چپڑاسی نے دیکھ لیا۔ وہ ڈپٹی کمشنر صاحب کا

انداز دیکھ چکا تھا اس نے مولوی محمد حسین صاحب کو کرسی پر بیٹھے دیکھ کر خیال کیا کہ اگر ڈپٹی کمشنر صاحب نے انہیں یہاں بیٹھا دیکھ لیا تو وہ مجھ پر ناراض ہوں گے اس خیال کے آنے پر اس نے مولوی صاحب کو وہاں سے بھی اٹھا دیا۔ اور کہا کہ کرسی خالی کردیں۔ چنانچہ برآمدہ والی کرسی بھی چھوٹ گئی۔ باہر آگئے۔ تو لوگ چادریں بچھائے انتظار میں بیٹھے تھے کہ مقدمہ کا کیا فیصلہ ہوتا ہے۔ ایک چادر پر کچھ جگہ خالی دیکھی تو وہاں جا کر بیٹھ گئے۔ یہ چادر

میاں محمد بخش صاحب مرحوم بٹالوی

کی تھی جو مولوی محمد حسین صاحب مربی سلسلہ کے والد تھے اور اس وقت غیر احمدی تھے بعد وہ احمدی ہو گئے۔ انہوں نے مولوی محمد حسین صاحب کو اپنی چادر پر بیٹھے دیکھا تو غصہ میں آگئے اور کہنے لگے۔ میری چادر چھوڑ تو نے تو میری چادر پلید کر دی ہے۔ تو مولوی ہو کر عیسائیوں کی تائید میں گواہی دینے آیا ہے۔ چنانچہ اس چادر سے بھی انہیں اٹھنا پڑا اور اس طرح ہر جگہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل کیا۔ تو دیکھو یہ آیات بینات ہیں۔ کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک دشمن کے ہاتھوں سے بری فرمایا پھر اس پر ہی بس نہیں سر ڈگلس کو خدا تعالیٰ نے اور نشانات بھی دکھائے جو مرتے دم تک انہیں یاد رہے اور انہوں نے خود مجھ سے بھی بیان کئے ۱۹۲۴ء میں جب میں انگلینڈ گیا تو انہوں نے یہ سارا قصہ مجھ سے بیان کیا۔

سر ڈگلس کے ایک ہیڈ کلرک

تھے جن کا نام غلام حیدر تھا وہ راولپنڈی کے رہنے والے تھے بعد میں وہ تحصیلدار ہو گئے تھے معلوم نہیں وہ اب زندہ ہیں یا نہیں اور زندہ ہیں تو کہاں ہیں۔ پہلے وہ سرگودھا میں ہوتے تھے انہوں نے خود مجھے یہ قصہ سنایا اور کہا۔ جب ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک والا مقدمہ ہوا تو میں ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور کا ہیڈ کلرک تھا۔ جب عدالت ختم ہوئی۔ تو ڈپٹی کمشنر صاحب نے کہا ہم فوراً گورداسپور جانا چاہتے ہیں تم ابھی جا کر ہمارے لئے ریل کے کمرہ کا انتظام کرو چنانچہ میں مناسب انتظامات کرنے کے لئے ریلوے اسٹیشن چلا گیا۔ میں اسٹیشن سے باہر نکل کر برآمدہ میں کھڑا تھا تو میں نے دیکھا کہ سر ڈگلس سڑک پر ٹہل رہے ہیں وہ کبھی ادھر جاتے ہیں اور کبھی ادھر۔

ان کا چہرہ پریشان ہے۔ میں ان کے پاس گیا اور کہا صاحب آپ باہر پھر رہے ہیں۔ میں نے ویٹنگ روم میں کرسیاں بچھائی ہوئی ہیں آپ وہاں تشریف رکھیں۔ وہ کہنے لگے منشی صاحب آپ مجھے کچھ نہ کہیں میری طبیعت خراب ہے۔ میں نے کہا کچھ بتائیں تو سہی آخر آپ کی طبیعت کیوں خراب ہوگئی ہے تاکہ اس کا مناسب علاج کیا جا سکے۔ اس پر وہ کہنے لگے۔ جب سے میں نے مرزا صاحب کی شکل دیکھی ہے اس وقت سے مجھے یوں نظر آتا ہے کہ کوئی فرشتہ مرزا صاحب کی طرف ہاتھ کر کے مجھ سے کہہ رہا ہے کہ

مرزا صاحب گنہگار نہیں

ان کا کوئی قصور نہیں۔ پھر میں نے عدالت کو ختم کر دیا اور یہاں آیا تو اب ٹہلتا ٹہلتا جب اس کنارے کی طرف نکل جاتا ہوں تو وہاں مجھے مرزا صاحب کی شکل نظر آتی ہے اور وہ کہتے ہیں میں نے یہ کام نہیں کیا یہ سب جھوٹ ہے۔ پھر میں دوسری طرف جاتا ہوں تو وہاں بھی مرزا صاحب کھڑے نظر آتے ہیں اور وہ کہتے ہیں یہ سب جھوٹ ہے میں نے یہ کام نہیں کیا۔ اگر میری یہی حالت رہی تو میں پاگل ہو جاؤں گا۔ میں نے کہا صاحب آپ چل کر ویٹنگ روم میں بیٹھئے۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس بھی آئے ہوئے ہیں وہ بھی انگریز ہیں۔ ان کو بلا لیتے ہیں شاید ان کی باتیں سن کر آپ تسلی پا جائیں۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس کا نام لیمارچنڈ تھا۔ سر ڈگلس نے کہا انہیں بلواؤ چنانچہ میں انہیں بلا لایا۔ جب وہ آئے تو سر ڈگلس نے ان سے کہا دیکھو یہ حالات ہیں۔ میری

جنون کی سی حالت

ہو رہی ہے۔ میں اسٹیشن پر ٹہلتا ہوں اور گھبرا کر اس طرف جاتا ہوں تو وہاں کنارے پر مرزا صاحب کھڑے نظر آتے ہیں۔ اور ان کی شکل مجھے کہتی ہے کہ

میں بے گناہ ہوں

مجھ پر جھوٹا مقدمہ کیا گیا ہے۔ پھر دوسری طرف جاتا ہوں تو وہاں کنارے پر مجھے مرزا صاحب کی شکل نظر آتی ہے اور وہ کہتی ہے کہ میں بے گناہ ہوں یہ سب کچھ جھوٹ ہے جو کیا جا رہا ہے۔ میری یہ حالت پاگلوں کی سی ہے اگر تم اس سلسلہ میں کچھ کر سکتے ہو تو کرو ورنہ میں پاگل ہو جاؤں گا۔ لیمارچنڈ نے کہا اس میں کسی اور کا قصور نہیں آپ کا اپنا قصور ہے۔ آپ نے

گواہ کو پادریوں کے حوالہ کیا ہوا ہے۔ وہ لوگ جو کچھ اسے سکھاتے ہیں وہ عدالت میں آکر بیان کر دیتا ہے آپ اسے پولیس کے حوالہ کریں۔ اور پھر دیکھیں کہ وہ کیا بیان دیتا ہے۔ چنانچہ اسی وقت مسٹر ڈگلس نے کاغذ قلم منگوایا اور حکم دے دیا کہ عبد الحمید کو پولیس کے حوالہ کیا جائے اور حکم کے مطابق عبد الحمید کو پادریوں سے لے لیا گیا۔ اور پولیس کے حوالہ کر دیا گیا دوسرے دن یا اسی دن اس نے فوراً اقرار کر لیا کہ میں جھوٹ بولتا رہا ہوں

لیمار چند کا بیان

ہے کہ میں نے اسے سچ سچ بیان دینے کے لئے کہا۔ تو اس نے پہلے تو انکار کیا۔ کہ واقعہ بالکل سچا ہے۔ مرزا صاحب نے مجھے ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کے قتل کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ لیکن میں نے سمجھ لیا کہ یہ شخص پادریوں سے ڈرتا ہے۔ چنانچہ میں نے کہا۔ میں نے ڈپٹی کمشنر صاحب سے حکم لے لیا ہے کہ اب تمہیں پادریوں کے پاس نہیں جانے دیا جائے گا۔ اب تم پولیس کی حوالات میں ہی رہو گے۔ تو وہ میرے پاؤں پر گر گیا۔ اور کہنے لگا۔ صاحب مجھے بچا لو۔ میں اب تک جھوٹ بولتا رہا ہوں۔ اس نے مجھے بتایا۔ کہ صاحب آپ دیکھتے نہیں تھے کہ جب میں گواہی کے لئے عدالت میں پیش ہوتا تھا۔ تو میں ہمیشہ ہاتھ کی طرف دیکھتا تھا اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ جب پادریوں نے مجھے کہا۔ کہ جاؤ اور عدالت میں بیان دو کہ مجھے مرزا صاحب نے ہنری مارٹن کلارک کے قتل کے لئے بھیجا تھا۔ اور امرتسر میں مجھے فلاں مستری کے گھر میں جانے کے لئے ہدایت دی تھی (یہ دوست مستری قطب الدین صاحب تھے۔ جن کا ایک پوتا اس وقت جامعہ احمدیہ میں پڑھتا ہے) تو میں نے کہا۔ میں تو وہاں کے احمدیوں کو جانتا بھی نہیں۔ مجھے اس کا نام یاد نہیں رہے گا۔ اس پر مستری صاحب کا نام کوئلہ کے ساتھ میری ہتھیلی پر لکھ دیتے تھے۔ جب میں گواہی دینے آتا تھا اور ڈپٹی کمشنر صاحب مجھ سے دریافت کرتے تھے کہ تمہیں امرتسر میں کس کے گھر بھیجا گیا تھا۔ تو میں ہاتھ اٹھاتا تھا۔ اور اس پر سے نام دیکھ کر کہہ دیتا تھا۔ کہ مرزا صاحب نے مجھے فلاں احمدی کے پاس بھیجا تھا۔ غرض اس نے ساری باتیں بتا دیں اور مسٹر ڈگلس نے اگلی پیشی پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بری کر دیا

تو دیکھو یہ سب واقعات ہمارے سامنے

آیات بینات ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مسٹر ڈگلس کے لئے اور آیات بینات بھی پیدا کیں۔ ایک آیت بینہ یہ تھی کہ انہیں بیٹھے بیٹھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر نظر آتی تھی۔ اور وہ تصویر کہتی تھی کہ میں بے گناہ ہوں۔ میرا کوئی قصور نہیں پھر انہوں نے خود مجھے سنایا۔ کہ ایک دن میں گھر میں بیٹھا ہوا تھا اور ایک ہندوستانی آئی سی ایس آیا ہوا تھا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آپ اپنی

زندگی کے عجیب حالات

میں سے کوئی ایک واقعہ سنائیں۔ تو میں نے بھی مرزا صاحب والا واقعہ سنایا۔ میں یہ واقعہ سنا رہا تھا کہ بیرے نے ایک کارڈ لا کر دیا۔ اور کہا باہر ایک آدمی کھڑا ہے۔ جو آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ میں نے کہا اسکو اندر بلا لو۔ جب وہ شخص اندر آیا۔ تو میں نے کہا۔ نوجوان میں آپ کو جانتا نہیں۔ آپ کون ہیں۔ اس نوجوان نے کہا۔ آپ میرے والد کو جانتے ہیں۔ آپ ان کے واقف ہیں ان کا نام پادری وارث دین تھا۔ میں نے کہا ہاں میں ابھی ان کا ذکر کر رہا تھا۔ وہ نوجوان کہنے لگا۔ ابھی تار آئی ہے کہ وہ فوت ہو گئے ہیں۔ وارث دین ایک پادری تھا۔ جس نے ڈاکٹر مارٹن کلارک کو خوش کرنے کے لئے اس کی طرف سے یہ ساری کارروائی کی تھی مگر خدا تعالیٰ نے ڈپٹی کمشنر صاحب پر حق کھول دیا۔ اور خود جو گواہ تھا۔ اس نے بھی اقرار کر لیا۔ کہ جو کچھ کیا جا رہا ہے۔ یہ سب جھوٹ ہے۔ مگر عین اس وقت جب مسٹر ڈگلس وارث دین کا ذکر کر رہے تھے۔ اس کے بیٹے کا وہاں آنا اور اپنے والد کی وفات کی خبر دینا

عجیب اتفاق

تھا۔ مسٹر ڈگلس اپنی موت تک جس احمدی کو بھی ملتے رہے۔ اسے یہ واقعہ بتاتے رہے۔ انہوں نے مجھے بھی یہ واقعہ سنایا چوہدری فتح محمد صاحب اور چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کو بھی یہ واقعہ سنایا۔ ۱۹۲۴ء میں جب میں وہاں گیا تھا۔ تو ان کی صحت اچھی تھی۔ یہ ۳۲ سال قبل کی بات ہے اب وہ ۹۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے ہیں۔ اس لحاظ سے ۱۹۲۴ء میں ان کی عمر ۶۱ سال تھی۔ اس دفعہ جب میں انگلینڈ گیا۔ تو میں نے انہیں بلایا تو انہوں نے معذرت کر دی اور کہا۔ میں اب بڈھا ہو گیا ہوں۔ اور بہت کمزور ہوں۔ اب میرے لئے چلنا پھرنا مشکل ہے۔ اب سنا کہ وہ فوت ہو گئے ہیں۔ تو مجھے افسوس ہوا کہ موٹر ہمارے پاس تھی۔ ہم موٹر بھیج کر انہیں منگوا لیتے یا ان کے گھر

چلے جاتے تو یہ آیات بینات ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ دنیا میں اپنے انبیاء کی سچائی ظاہر کیا کرتا ہے۔ مومن کو چاہیئے کہ وہ سچے معنوں میں مومن بننے کی کوشش کرے اگر وہ

حقیقی مومن

بنے تو اللہ تعالیٰ ضرور غیب سے ایسے حالات پیدا کرتا ہے جس سے اس کا ایمان تازہ ہوتا رہتا ہے اور درحقیقت ایسے ایمان کے بغیر کوئی مزہ بھی نہیں جس ایمان نے آنکھیں نہ کھولیں اور انسان کو اندھیرے میں رکھا اس کا کیا فائدہ۔ جو اس جہان میں اندھا رہے گا وہ دوسرے جہان میں بھی اندھا رہے گا اور جسے اس جہان میں آیات بینات نظر نہیں آتیں اس کو اگلے جہان میں بھی آیات بینات نظر نہیں آئیں گی۔ اس دنیا میں آیات بینات نظر آئیں تو دوسری دنیا میں بھی آیات بینات نظر آتی ہیں۔ پس مومن کو ہمیشہ دعاؤں اور ذکر الٰہی میں لگے رہنا چاہیئے کہ وہ دن اسے نصیب ہو۔ جب اللہ تعالیٰ اسلام اور اپنی ذات کی سچائی اس کے لئے کھول دے اور اس کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منور چہرہ اور

خدا تعالیٰ کا نورانی چہرہ

نظر آجائے جب یہ ہو جائے تو پھر رات اور دن اور سال تکلیف کے سال ہوں یا خوشی کے سال ہوں۔ اس کے لئے برابر ہو جاتے ہیں اور چاہے کچھ بھی ہو۔ ایسا آدمی ہمیشہ خوش رہتا ہے۔ اور مطمئن رہتا ہے وہ کسی سے ڈرتا نہیں۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جب کرم دین جہلمی والا مقدمہ ہوا تو مجسٹریٹ ہندو تھا۔ آریوں نے اسے ورغلایا اور کہا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ضرور کچھ سزا دے اور اس نے ایسا کرنے کا وعدہ بھی کر لیا۔ خواجہ کمال الدین صاحب نے یہ بات سنی تو وہ ڈر گئے۔ وہ کہنے لگے حضور بڑے

فکر کی بات

ہے۔ آریوں نے مجسٹریٹ سے کچھ نہ کچھ سزا دینے کا وعدہ لے لیا ہے آپ کسی طرح قادیان تشریف لے چلیں۔ گورداسپور میں مزید عرصہ نہ ٹھہریں۔ اگر آپ گورداسپور میں ٹھہرے تو مجسٹریٹ نے کل آپ کو کوئی نہ کوئی سزا ضرور دے دینی ہے حضرت صاحب نے فرمایا خواجہ صاحب اگر میں قادیان چلا جاؤں تو وہاں سے

بھی مجھے پکڑا جا سکتا ہے۔ پھر میں کہاں جاؤں گا۔ مجسٹریٹ کو اختیارات حاصل ہیں۔ اگر قادیان گیا تو وہاں بھی وارنٹ آ سکتے ہیں۔ اور وہاں سے کسی دوسری جگہ گیا تو وہ بھی محفوظ جگہ نہیں ہوگی وہاں بھی وارنٹ جاری کئے جا سکتے ہیں۔ پھر میں کہاں کہاں بھاگتا پھروں گا۔ خواجہ صاحب کہنے لگے حضور آریوں نے مجسٹریٹ سے کچھ نہ کچھ سزا دینے کا وعدہ لے لیا ہے۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لیٹے ہوئے تھے آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا خواجہ صاحب آپ کیوں پریشان ہو گئے ہیں۔

خدا تعالیٰ کے شیر

پر کون ہاتھ ڈال سکتا ہے۔ چنانچہ یہی ہوا۔ دو مجسٹریٹ تھے جن کی عدالت میں مقدمہ پیش ہوا۔ ان دونوں کو بڑی سخت سزا ملی۔ ان میں سے ایک تو معطل ہوا اور ایک کا بیٹا پاگل ہو گیا اور چھت پر سے چھلانگ مار کر مر گیا۔ پھر اس پر یہ اثر تھا کہ میں دلی جا رہا تھا کہ وہ لدھیانہ کے اسٹیشن پر مجھے ملا اور کہنے لگا۔ دعا کریں۔ میرا ایک اور بیٹا ہے خدا تعالیٰ اسے بچا لے۔ مجھ سے بہت غلطیاں ہوئی ہیں۔

غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ بات پوری ہوئی کہ خدا تعالیٰ کے شیر پر کون ہاتھ ڈال سکتا ہے اور آریوں کو ان کے مقصد میں کامیابی نہ ہوئی۔ پس اگر انسان اللہ تعالیٰ کا ہو جائے تو پھر دنیا کی ہر شے اس کی ہو جاتی ہے۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا کہ

"جے تو میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو"

یعنی اگر تو خدا تعالیٰ کا ہو جائے تو سب جہان تیرا ہو جائے گا۔ دنیا کی کوئی چیز تمہیں ضرر نہیں پہنچا سکے گی اور کوئی دشمن تمہارے خلاف کوئی شرارت نہیں کر سکے گا۔ پس تم اللہ تعالیٰ کے ہو اور دعا کرتے رہو تا کہ تم اللہ تعالیٰ کے ہو جاؤ اور اس طرح تم بھی امن میں آجاؤ اور تمہاری اولاد اور دوسرے عزیز اور دوست بھی

امن میں آجائیں

یاد رکھو جب تک جماعت امن میں نہیں رہے گی تم بھی امن میں نہیں رہ سکتے اور جماعت اسی وقت امن میں رہ سکتی ہے جب تمہاری آئندہ نسل امن میں ہو

سرمہ ممیرا خاص جملہ امراض چشم کا بے نظیر علاج قیمت ۳ ماشہ ۱۵ر ۶ ماشہ ایک روپیہ رگن تولہ تین روپے — دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ

(خطبہ جمعہ بقیہ صفحہ ۷)

پس تم

سب کیلئے دعائیں کرو

جماعت کے لئے ہی دعائیں نہ کرو بلکہ تمام بنی نوع انسان کے لئے بھی دعائیں کرو۔ پھر سب سے زیادہ مستحق دعا کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اگر سب لوگ آپ پر ایمان لے آئیں تو دنیا نجات پا جائے پس وہ دعائیں کریں جس سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی فائدہ پہنچے اور آپ پر ایمان لانے والوں کی تعداد زیادہ ہو۔ اور تا خدا تعالےٰ دنیا میں اسلام قائم کرے اور ہر جگہ اسلام کی عزت اور توقیر ہو۔

فائدہ نہ ہونے پر قیمت واپس

رحمت پلز (۲۰ گولی فی شیشی ۲/۸/۰ روپے) جملہ شکایات گردہ وغیرہ پر انشاء اللہ تعالےٰ مفید پائیں گے۔ نیز تبخیر معدہ۔ ڈکار دل کی کثرت بار بار آنے کی تکلیف۔ بھوک نہ لگنا۔ دودھ کا ہضم نہ ہونا وغیرہ امراض کو دفع کرنے کی بھی خوبی ہے۔

نوٹ:۔ رحمت پلز کے ساتھ پٹھوں کی مضبوطی کے لئے بے نظیر تیل ۲/۰ روپے فی شیشی کا استعمال زیادہ مفید ہوگا۔

ملنے کا پتہ:۔ دواخانہ رحمت ربوہ

حب ہمزاد کا نسخہ

جدید طریقہ سے تیار کردہ۔ جوڑوں کے درد۔ اعصابی کمزوری کیلئے فاسفور پرچ

سو گولی ۱۲/۳ روپے

تقسیم کنندگان:۔ ایم کے شاہد اینڈ کمپنی پوسٹ بکس نمبر ۵۳۰ — لاہور

الفضل سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

اعلان نکاح

بتاریخ ۲۵ فروری ۱۹۵۷ء بروز دوشنبہ بعد نماز عصر بمقام گھمن ضلع سیالکوٹ عزیزہ غلام فاطمہ بنت چوہدری سردار خاں صاحب ساکن کوٹ گھمن کا نکاح بالعوض مبلغ دو ہزار روپیہ ہمراہ چوہدری عبدالغنی صاحب ولد چوہدری فتح محمد صاحب ساکن گدوبالا ضلع سیالکوٹ مکرمی چوہدری فیض احمد صاحب انسپکٹر بیت المال نے پڑھا۔ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو فریقین اور سلسلہ کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین

خاکسار محمد حسین پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ گدیاں وکوٹ پڈا ضلع سیالکوٹ

اس سال کی بہترین مؤثر ترین تبلیغی کتاب

بشارات رحمانیہ (جلد دوم)

مؤلفہ

مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر فاضل

خرید فرما کر فریضہ تبلیغ ادا فرمادیں

قیمت مجلد اعلیٰ للعہ مجلد درمیانہ للعہ غیر مجلد ہے

ملنے کا پتہ

۱۔ الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ۔ ربوہ

۲۔ الفضل اکمل برادرز۔ ربوہ

۳۔ دیگر کتب فروشاں ربوہ

(دفتر ترجمۃ القرآن بطرز جدید۔ بلاک ۱۰۔ ڈیرہ غازیخاں)

نائٹ ٹو

تمام مقویات کی سرتاج جسمانی اور دماغی کمزوریوں کے لئے بے نظیر تحفہ۔ نمونہ کا پیکٹ ۱/۴ مکمل کورس صرف دو روپے

واقف میڈیکل سٹور سرگودھا نمبر ۲ ضلع لائلپور

محبوب منجن (تیار کردہ دواخانہ محبوب الرحمن صاحب عابد)

دانتوں کی تمام بیماریوں کا مکمل علاج

قیمت فی شیشی ایک روپیہ صرف علاوہ محصول ڈاک خرچ

ملنے کا پتہ:۔ فیاض ٹی سٹال غلہ منڈی ربوہ۔ افضل برادرز گولبازار ربوہ

برین کی

یہ دوا خاص کر کاروباری مردوں۔ عورتوں۔ کلرکوں اور طالب علموں کے لئے اور تمام دماغی عوارضات میں جو قوت دماغی یا اعصابی کے باعث ہوں۔ مثلاً طالب علموں کا درد سر۔ نسیان۔ سرسام۔ ہسٹریا۔ پاگل پن۔ گہری نیند نہ سو سکنا۔ خیالات کی پریشانی وغیرہ کالی کھانسی۔ دل کی دھڑکن۔ آنکھ کی دکھن۔ حصر البول۔ ذیابیطس۔ اختناق الرحم۔ سیلان الرحم کثرت طمث وغیرہ کے لئے از حد مفید و مجرب ہے۔

قیمت پچاس گولی سوا روپیہ۔ سو گولی دو روپے سو گولی منگوانے پر محصول ڈاک معاف۔ قیمت پیشگی ارسال فرمائیں۔

ڈاکٹر نثار احمد واقف بی۔ سرگودھا نمبر ۲ ضلع لائلپور

نماز مترجم انگریزی میں

معہ عربی متن و تصاویر قیام و رکوع سجود و تفصیل نماز جمعہ عیدین۔ نکاح استخارہ جنازہ وغیرہ و قرآن مجید و احادیث کی بہت سی ہدایات کی کتاب صرف ۱۲ر میں پہنچا دی جائے گی۔

پاکستانی احباب خالد لطیف صاحب کراچی بکڈپو ۸۲/۱ گولی مار کراچی سے حاصل فرما سکتے ہیں

سیکرٹری انجمن ترقی اسلام سکندرآباد دکن

درخواست دعا

خاکسار کی والدہ ماجدہ صاحبہ کو جو کہ لاہور میں ہیں ہائی بلڈ پریشر کی تکلیف ہے۔ احباب جماعت و بزرگان سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین

سردار رحمت اللہ قادیانی سردار واشنگ فیکٹری دارالرحمت

ضرورت سرمایہ

چالو کاروبار میں ۱۲½٪ سالانہ منافع پر سرمایہ لگانے کے خواہشمند احباب رجوع فرمائیں۔ ایس معرفت پوسٹ بکس نمبر ۵۳۰ لاہور

ضرورت رشتہ

ایک شریف خاندان تعلیم یافتہ۔ برسر روزگار۔ مخلص۔ احمدی نوجوان کیلئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔

عبداللہ معرفت ناظر امور عامہ ربوہ

قابل رشک صحت اور طاقت

اعجازی

طب یونانی کی مایہ ناز ادویات مثلاً عنبر فولاد سونا چاندی اور موتیوں کا مرکب جملہ شکایات کمزوری مثلاً ضعف دل و دماغ دل کی دھڑکن اور اعصابی کمزوری۔ چہرہ کی زردی کے لئے بیحد مفید ہے اور انکا بفضل تعالےٰ کا میاب علاج۔ قیمت مکمل کورس ۱۰/۱ روپے علاوہ محصول ڈاک اجمیری دواخانہ۔ ذیلدار روڈ بیرون بھاٹی گیٹ لاہور

اوقات روانگی دی یونائیٹڈ ٹرانسپورٹ سروس سرگودھا

نمبر سروس	پہلی سروس	دوسری سروس	تیسری سروس	چوتھی سروس	پانچویں سروس	چھٹی سروس	ساتویں سروس	آٹھویں سروس	نویں سروس	دسویں سروس
از سرگودھا برائے لاہور	۲½	۴½	۵½	۶½	۷½	۸¾	۱۰	۱۱½	۱۳	۱۴½
از لاہور برائے سرگودھا	۳½	۵	۶½	۸	۸½	۱۰½	۱۲	۱۳½	۱۵	۱۶½
از گوجرانوالہ برائے سرگودھا	۵¾	۱۰½	۱۵¼	نوٹ۔ لاہور سرگودھا کے درمیان پانچ گھنٹے اور سرگودھا گوجرانوالہ کے درمیان ساڑھے چار گھنٹے کا سفر ہے (جنرل منیجر)						
از سرگودھا برائے گوجرانوالہ	۵¾	۱۰½	۱۵¼							